
THE
OUDH PUNCH LUCKNOW
Volume X
1925
THE MAN IS NOT TO BE DICTATED TO BUT HE IS TO DICTATE UNTO OTHERS (ARISTOTLES)
S. Fazlullah Artist

لندن ڈائرکٹری

سالانہ شائع ہوتی ہے

پانچ زبانوں میں مقامی اور غیر ملکی کارخانوں اور تاجروں کا ذکر ہوتا ہے لندن اور انگلستان کے دیگر شہروں اور سالمنت ہائے برطانیہ عظمیٰ یورپ افریقہ امریکہ ایشیا آسٹریلیا وغیرہ کے مشہور تجارتی مرکزوں کے

کارخانوں اور سوداگروں

سے براہ راست خط و کتابت اور معاملہ کا بہترین ذریعہ ہے۔ عام معلومات کے علاوہ دیگر تفصیلات کے تین ہزار سے زائد تجارتی عنوانات کے ماتحت دیے گئے ہیں جن میں

باہر مال بھیجنے والے تاجر

جہاز پر جانے والے مال کی تفصیل معہ کالونیل اور غیر ملکی بازاروں کی تشریح کے ساتھ۔

جہازوں کے راستے

مع شہر بندرگاہوں اور روانگی جہاز کے متعلق پوری تفصیلات کی تشریح کے موجود ہے جو کارخانے اپنے تعلقات وسیع کرنا چاہتے ہیں یا

ایجنسیوں کے خواہشمند

ہیں ان کا نام و پتہ ایک صفحہ پر مناسب عنوان کے ماتحت صرف

ایک پونڈ دس شلنگ

میں درج کر دیا جائے گا۔ بڑے اشتہار دس پاؤنڈ فی صفحہ ہے جو صاحب ہندوستان کی تجارت سے دلچسپی رکھتے ہیں انکے لیے یہ ڈائرکٹری بہت ہی کارآمد ہے اور اس کی ایک جلد صرف ۲ پونڈ آرڈر کے ہمراہ موصول ہونے پر بذریعہ پارسل روانہ ہوگی۔

لندن ڈائرکٹری کمپنی لمیٹڈ ۲۵ ایجیرج لین لندن ای سی ۴ انگلینڈ

سکھ سنچارک کمپنی متھرا کی تیار کردہ ادویات

گورنمنٹ سے رجسٹرڈ

سدھا سندھو — کھانسی، ہیضہ، دمہ، پیٹ درد، قے، دست، سنگرہنی، انفلوانزا، وبائی بخار اور دمہ کے لیے خوش ذائقہ دوائی جو صرف پانی میں چند قطرے ڈال کر دینے سے فوراً جادو کا سا اثر کرتے ہیں۔

قیمت ۸ ہر جگہ بکتا ہے

دودرج گیسری — پینے والوں کو بلا چلن کے جڑ سے کھونے والی لاثانی دوا قیمت ۴ ر

بال سدھا — بالوں کی کمزوری کو دور کر کے بدن کو مضبوط فربہ اور چمکیلا بنانے والی میٹھی دوا قیمت ۱۲ ر

ڈاک خرچ علیحدہ لگے گا

اپنے شہر کے دوافروشوں سے طلب کرو

سول ایجنٹ برائے یوپی پنجاب — بال بہار آفس چاندنی چوک دہلی

سول ایجنٹ اندر چند اینڈ کو لکھنؤ

انسان سب کی نظروں سے پوشیدہ

وہ سب کو دیکھے اسے کوئی نہ دیکھے کتاب عجائز زائد میں خاص عمل اور محبت اور بغض کے سینکڑوں عملی علوی عملیات ہزاد کا مطیع کرنا اور کالنامہ حاضرات وغیرہ اگر ان میں ایک بھی عمل غلط پائے اور ثابت کرے ۲۵ روپیہ انعام ہوگا۔ ناظرین اودھ پنچ ایک جلد خرید کر آزمائیں اگر غلط ہو حلفیہ قیمت واپس کر دونگا۔ قیمت ۱ روپیہ نمونہ طلسم حیرت جس کے ساتھ دن پڑھنے سے معشوق تابع ہو تمام دنیا کا راز معلوم ہوتی ہیں قیمت ۸

نوید محبت، نرم تھپڑ، دیوان پرکشش

مہتمم ادارہ ... ڈاک خانہ ... ضلع ...

کوئی نیا معاملہ نہیں کہ آپکو سمجھانے کی ضرورت پڑے

یہ وہ جوہر ہے جس کی بابت ثابت ہو چکا ہے کہ اس کے استعمال سے ضعیف کی شکایت دور ہو کر اعصاب قوی ہو جاتے ہیں۔ یہ خون صالح پیدا کرتی ہے اور دماغ کو تقویت دیتی ہے۔ ہر عمر کے لوگ اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ قیمت فی ڈبیہ ۳۰ گولیاں صرف ... علاوہ محصول ڈاک۔

المشتہر

ویدشاستری پنڈت شنکر گووند جی جام نگر کاٹھیاواڑ

ایجنٹ اندر چند اینڈ کو چوک لکھنؤ

ہر بیماری کا علاج خود کر لو

جو صاحب اس نادر و نایاب تجربات طبی کی مستند کتاب کا بغور مطالعہ کریں گے وہ بہت جلد ہر ایک بیماری کا علاج نہایت ہی عمدگی کے ساتھ کر سکیں گے اور اگر وہ چاہیں گے تو اس کے ذریعہ سے علاج میں سیکڑوں روپیہ کما سکتے ہیں۔ یہ ایسے نادر و نایاب نسخے درج ہیں جو کبھی نہیں دیکھے ہونگے۔ قیمت فی کتاب علاوہ محصول چار آنہ ہے ایک ساتھ خرید نے پر ایک کتاب مفت۔

مفت لو جو صاحب ... خط و کتابت کریں گے ان کو چراغ صحت ... مفت بھیجا جائے گا۔

المشتہر منیجر دفتر چراغ حکمت علیگڑھ شہر (یوپی)

سیاحت ظریف

یعنی

منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی

کا

منظوم سفرنامۂ عراق

عجیب دلچسپ نظم ہے جسے اور شاعری کی شاعرانہ استادی سے فائدہ اٹھائیے۔ قیمت فی جلد ... مکمل جلد جس میں وی پی اور منی آرڈر ... ہے۔

المشتہر منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۰ — نمبر ۴۵

مضامین غیر

مورخہ ۵ نومبر ۱۹۲۵ء

میل تدقیق در سرمۂ تحقیق

نمبر ۵

(مابعد ماقبل)

مضمون بیخودی میں اکثر مقامات پر اس بات کی بے ذوقی کی گئی ہے کہ غلطی کی پیروی بنا ہے فراخ دلی کے ساتھ کی جاتی ہے چنانچہ لفظ "جذبات اور جذبہ" کے لغوی معنی بیان کرنے کے بعد یہ بھی لکھا ہے "علاوہ لوگ زبان کی حفاظت کی خدمت کسی طرح انجام دینے کے اہل ہو سکتے ہیں؟ جو ہر ایک شخص کی زبان سے ایک لفظ سنتے ہی بغیر غور و فکر تسلیم کرنے لگتے ہیں" سرمۂ تحقیق میں اس اعتراض کا جواب یوں دیا گیا ہے کہ "جذبات" کا لفظ غلط نہیں اور غلط بھی ہو تو غلط عام ہے۔ غلط عوام نہیں" اس بات کی دلیل کہ یہ لفظ غلط نہیں تمام مضمون میں کہیں موجود نہیں ہے مجیب صاحب کا فرض تھا کہ ان لغوی معانی کی غلطی ثابت کرتے جنہیں ہم نے اس اعتراض کے ذیل میں کتب لغت سے نقل کیا ہے۔ مگر اس قسم کی مشکلوں میں جنہیں اُنکے دشمن۔ یہ کام اہل تحقیق کا ہے نہ اُن لوگوں کا جو دو سروں کی روش بے سمجھے بوجھے اختیار کر لیتے ہیں۔

ایک تمسیر بی ہمسائی اُنھوں نے دروازے کی دراڑ سے جھانک کے دیکھا تو بڑی میر صاحب نے انگرکھے کا پچھلا دامن سر پر الٹ کے رکھ لیا تھا اور جھاڑو دے رہے تھے پڑوسن یہ عجیب وضع دیکھ کے کہنے لگیں "اے میر صاحب! یہ کیا؟" میر صاحب نے کہا "یہی یاروں کی ایک دھج ہے" جلد خانیا بی ہمسائی بھی جھٹ لہنگا الٹ صحن میں جھاڑو دینے لگیں اتنے میں میاں آئے اُنھوں نے جو دیکھا کہ بی بی پیچھے سے خوش غلاف ہیں "جذبات" میں ہیجان ہوا۔ اور متعجب ہو کے پوچھنے لگے "بی بی یہ کیا؟" کہنے لگیں میاں "یہ بھی یاروں کی ایک دھج ہے" حضرت بیخود سے بھی یہی سوال ہوا تھا۔ اور اُنھوں نے بھی جواب میں "یاروں کی دھج" دکھانی شروع کی۔ آپ نے جناب ڈاکٹر مرزا محمد ہادی صاحب بی اے۔ پی ایچ ڈی کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ ایڈیٹر صاحب اودھ پنچ کے اُستاد ہیں۔ گویا آپ سمجھتے ہیں کہ اتنا کہہ دینے سے "جذبات" پر جو اعتراض ہے وہ خفیف ہو جائے گا اور ایڈیٹر صاحب اسکی خفت سے خفیف ہونگے حالانکہ ایسا نہیں ہے ڈاکٹر مرزا محمد ہادی صاحب ایک جوہر فرد ہیں جن کا نظیر اسوقت ہندوستان میں نہیں ہے اُنکی شاگردی موجب فخر و عزت ہے نہ باعث ذلت و خفت۔ اگر ایڈیٹر صاحب کو یہ فخر حاصل ہوتا تو وہ یقیناً مباہات کرتے اور جس طرح حضرت بیخود مولوی اسحق علی صاحب ظفر الملک الناظر یار جنگ کی شاگردی پر چھپتے ہیں وہ ہرگز نہ چھپتے جنکو نہ علم دین سے کوئی بہرہ ملا ہے نہ علوم دنیا سے صرف "دھج ہی دھج" ہے۔ ہمارے مکرم حضرت بیخود نے ایک اور بیجا چوٹ کی ہے یعنی مولانا طبا طبائی کو ڈاکٹر ہادی صاحب کا حریف قرار دیا ہے مگر یہ بھی غلطی ہے۔ مرزا صاحب فلسفہ کے مترجم ہیں مولانا طبا طبائی ادبیات کے نگراں یہ ایک بیہودہ فتنہ پردازی ہے جسکا اثر کچھ بھی نہو گا۔ اس قسم کی فتنہ پردازی سے حضرت بیخود کی زبان ناشناسی دفع نہیں ہو سکتی۔ ایسے جاہل دُنیا میں شاید کم ہونگے جو اودھ پنچ کے اڈیٹر کی شاگردی سے "جذبات" پر اعتراض کو باطل کر سکیں یا مولانا طبا طبائی اور سرکار ہادی کے ہم حریف ہونے سے "جذبات" کو معنی "انفعالات نفسانیہ" یا کیفیات وجدانیہ ثابت کر سکیں۔ خلاصہ اعتراض یہ ہے کہ:-

(۱) جذبات اگر "جذبۂ" (بسکون ذال معجمہ) کی جمع ہے تو اس جذبہ کے دو معنی ہیں مسافت (حصۂ راہ) سوکھی لکڑی۔ اگر "جذبۂ" (بالتحریک) کی جمع ہے تو اسکے معنے کھجور کے گابھے کے ہیں۔

(۲) جذب عربی زبان کا لفظ ہے اسکے معنی کشش ہیں مگر جذبہ بمعنی جذب عربی زبان میں مستعمل نہیں یہ اہل فارس کا تصرف ہے لہذا جذبہ بمعنی کشش اب فارسی ہے عربی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کسی ایرانی صاحب علم کے کلام میں "ات" کی جمع کے ساتھ یہ لفظ بمعنی کشش موجود نہیں ہے۔

(۳) اگر "جذبات" بمعنی کیفیات کوئی جدید اُردو اصطلاح ہے تو یہ ترکیب فارسی یہ نہ مضاف ہو سکتی ہے نہ مضاف الیہ "و" (واو) کے ساتھ اب اسکا عطف جائز ہے۔ (اگلے شعرا اس قسم کا عطف جائز سمجھتے تھے مگر بعض نے تصریح کر دی ہے کہ یہ واو "واو" معروف ہے۔ فارسی کا واو ملفوظہ نہیں ہے یہ تخفیف بضرورت شعر کی جاتی ہے)

بحسب عادت مستمرہ حضرت بیخود نے ان تمام ایرادات کا جواب یوں دیا ہے "یہ اعتراض نہیں ایک حمام ہے جہاں سب ننگے نظر آتے ہیں" جسکی تعبیر دوسرے الفاظ میں یہ ہو سکتی ہے کہ سب کو ننگا دیکھ کے حضرت بھی ننگے ہو گئے۔ مبارک باد۔

سب سے پہلے جو اہل زبان صاحب سلیقہ انشا پرداز آپ کو ملا وہ مولوی عبد الحلیم صاحب شرر کی ذات فصاحت صفات ہے اُنھوں نے یوسف زلیخا میں "نظم جذبات" لکھ کے ہمارے بیخود صاحب کے واسطے تعلیم و تعلم کا دروازہ کھول دیا۔ مگر بیخود صاحب بھی عجیب شاگرد ہیں صرف بُری باتیں سیکھتے ہیں۔ شرر صاحب کے بعد مولوی شبلی صاحب کی باری آتی ہے موصوف نے شعر العجم کے بعض مضمون میں بعض جگہ لفظ جذبات "جذبات" کا ورود فرمایا ہے شعر العجم نہیں ایک تحقیق ہے جس پر جذبات کی مشق کی گئی ہے وہ "تعقیبات صلوٰۃ" میں روزانہ ایک تسبیح جذبات

کی پڑھا کرتے تھے۔ ان دونوں کے بعد بہ رسالت ومخزن کی سند پیش فرماتے ہیں کہ انھوں نے "گلکدہ" کی تشریح میں "جذبات" کی عبارت لکھی جو استعداد علمی سے کمترین ادبار واقف نہیں۔ پھر مولوی عبدالماجد صاحب دریابادی بی اے سے استناد ہے کہ انھوں نے "فلسفۂ جذبات" نامے کتاب لکھی۔ یہ کتاب ہم نے بھی کبھی دیکھی تھی نہیں تو مترجم صاحب بہرحال "انیلے" معلوم ہوتے ہیں بیسیوں مقامات ایسے ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ مصنف علام نے ان مسائل کے سمجھانے کی کوشش فرمائی ہے جنھیں سلامتی سے خود نہیں سمجھے ہیں۔

الغرض اکبر و سید احمد خاں و حالی و آسی و آرزو کا حوالہ دینے کے بعد آپ نے ڈاکٹر مرزا محمد ہادی صاحب کے ناول ایک عبارت نقل کی ہے "جس سے طرح طرح کی وجدانی کیفیتیں اور جذبات ظہور پذیر ہو کے جذب یا ہر سبب بے تحریک ہوتی ہے۔" مگر بہزاد صاحب یہ نہ سمجھے کہ وجدانی کیفیتیں لکھنے کے بعد عطف تفسیری کے ساتھ "جذبات" لکھنے سے کیا ظاہر ہوتا ہے۔ جذبات کا لفظ انھوں نے اس وجہ سے لکھا کہ وجدانی کیفیات کا مطلب اس لفظ سے واضح کر دیا جائے جو اس وقت غلط کار اہل قلم کی بدولت ان معانی میں مشہور و مستعمل ہے۔ یہاں اور تفسیری عطف ہے۔ مرزا صاحب موصوف نے ہمیں اجازت دی ہے کہ ہم لفظ جذبات کے متعلق ان کی جانب سے "اردو" ہونے کا اعلان کر دیں، اور یہ بھی کہ جن معانی میں آج کل یہ لفظ مستعمل ہے، ان کا تعلق عربی لغت یا عربی اصطلاح سے مطلق نہیں۔ بہزاد صاحب مرزا صاحب کی تحریر میں جذبات بمعنی احساسات نہیں دکھا سکتے اور یہ بھی واضح رہے کہ جذبہ بمعنی جذبہ مستعمل ہو یا نہ ہو ایرانیوں نے اسے مفرس کر لیا ہے لہٰذا جذبۂ دل اور اسی طرح کی دوسری ترکیبیں اچھا بہت نہیں ہیں۔ ہم نے لکھا تھا کہ جذبہ بمعنی کشش عربی مستعمل نہیں۔ اس سے یہ مطلب تھا کہ عربی میں جذبہ بمعنی کشش نہیں ہے لہٰذا "جذبہ" اور جذبات کی جو سندیں حضرت بہزاد نے حوالہ فرمائی ہیں انھیں نفس الامر سے لگاؤ نہیں وہ صرف فضول گوئی اور تضییع اوقات کی باتیں ہیں۔ وہ

ایک سند کسی ایرانی شاعر کی دے سکے جس میں جذبہ آیا ہو۔ پرانے اردو شعرا کے کلام میں مثلاً آتش و مومن یا غالب؟ انھیں جذبۂ دل، جذبہ تعلق، جذبۂ بے جھجکا شوق۔ ہ۔ مگر یہاں بھی وہ "جذبات" کی صورت دیکھنے سے محروم رہے۔ انھیں صرف ننگے ہی ننگے دکھائی دیے جس کی ذمہ دار ان کی نگاہ شوق ہے۔

آگے چل کے حضرت اپنا کھسیان پن یوں مٹاتے ہیں کہ:-

"ہے یوں کہ زندہ زبانوں میں نئے الفاظ داخل ہوتے رہتے ہیں۔ یہ کچھ ضرور نہیں کہ جس لفظ کی سند سودا و میر و درد کے یہاں نہ ملے وہ زبان کا لفظ ہی نہ سمجھا جائے۔ میر سوز کے زمانہ میں "فی" کی جگہ "بھی" محاورہ میں داخل تھا ۔۔۔۔۔۔ الخ"

اس عبارت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ "جذبات" ایک جدید الوضع مخول اردو لفظ ہے لہٰذا اس کی سند سودا و میر و درد کے یہاں نہیں ملتی۔ یہی ہمارا بھی منشا ہے۔ یہ لفظ اردو ہے اور اسے اردو ہی کی طرح استعمال ہونا چاہیے "خیالات و جذبات" یا "جذبات دل" یا "جذبات مخفیہ" کہنا صحیح نہیں ہے۔ فارسی اور عربی کے خصوصیات سے اس کو علاقہ نہ ہوگا۔ نہ مانند ہی کے ساتھ کوئی اتصال رہے گا۔ ہاں یہ ایک عربی نما لفظ ہوگا جسکو عربی اس وجہ سے نہ کہیں گے کہ جیسے جانے ہوئے ہیں لیکن عربی لغت میں جذبہ بمعنی کشش نہیں ہے اہل فارس نے "جذب" بمعنی کشش ہیں۔ تو۔ بہ مادی مگر معنی وہی رہے جو تھے جیسے "دوا" کو لوگ "دوائی" کہتے ہیں۔ مگر اسکی جمع بقاعدہ عربی انھوں نے نہیں بنائی ۔۔۔ بمعنے کیفیات و خیالات انکے یہاں مستعمل ہے۔ اگر دوا کو دوائی کہنا پھر دوائی کی جمع دوائیات بنانا صحیح ہے تو ہم بھی ورنہ صاحبان عزت پوچھتے ہیں کہ بلحاظ معنی صحیح ہے یا غلط۔ حضرت بہزاد تو یہ بھی نہ کر سکے کہ یہ جذبات دل کو تحریک ہے یا جذبات دل سے ان ذال سمجھا

اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ یہ لفظ ۔۔۔ ور نہ ذال مع کے ساتھ اس کا املا ہونا بہزاد صاحب۔

اس مضمون میں کوئی اردو کی خدمت انجام دی ہے؟ نہ کوئی محکم دلیل پیش کی ہے کہ گذشتے والیوں کی طرح وہ صبح کو ڈکرا کے نکلے ہیں اور بغیر تنبیہ کے اردو کی سڑک پر جو کچھ پڑا اگرا لاتے بھرتے چلے گئے ہیں۔ محققین کا یہ شیوہ نہیں۔

(باقی آئندہ)

راقم

خاکسار باہ بار شعرا

پنک رونا پن

گزشتہ نمبر میں "زیر بحث" کے عنوان سے ہم ایک پمفلٹ پر ریویو کر چکے ہیں۔ اب ہمارے سامنے ایک دوسرا پمفلٹ یا اعلان ہے جس کا عنوان "پنک سینگی بجنور کے سلم وورڈ کا جواب" ہے۔ اعلان کا ہے کہ "پنک رونے پن" کا نمونہ کمت چاہیے شاید آپ کی سمجھ میں یہ محاورہ نہ آئے۔ اجی پنک رونی اس عورت کو کہتے ہیں جو خود زبان کی بہت تیز ہو مگر دوسرے کی زبان سے کڑا جواب سن کے رو دے۔

بات یہ ہے کہ "رونا" بناوٹ ہی کی راہ سے ہو پھر بھی صاحبان ترس دور دو کو اپنی طرف متوجہ کر لیتا ہے۔ ہوشیاری کے یہی معنی ہیں کہ دلیل سے کام نہ چلے تو رونا شروع کر دو۔ بھئی واللہ جب اس اعلان کی عبارت دیکھ کے بہت ترس آیا۔ بجنور کے وکیل بڑے بہادر ہیں؟ انکا دل بچہ کا سا ہے جو کسی کے جھکوں جھکوں رونے پر پسیج جاتا ہے۔ یہ بین مرثیہ بول چال میں بھلے نہیں معلوم ہوتے لہذا انکی نقل مناسب الفاظ میں اسطرح کی جاتی ہے کہ مطلب نہ بدلے :-

اللہ رے مجھے ان ہاتھوں کو جنھوں نے اس نبی کی خندی پر ستم توڑے وہ گرے خوشقسمتی لگاوے بھیوا! اس بیچاری کب تھی کھائی تھی گذر چیتا تھا جیسا کہ تنک تنک اس نبدی کا سہاگ بڑ لگا ہے اب ہے وہ بندی جب کہتی ہے کہ میں چھینٹا چھینٹی ہوں وسیاستی رومیں روئیں میں ان کی سیلے گنجی ہوتی ہے

دیر صاحب چھری چھرتی تھی تو زہر میں بجھی ہوتی کہ اس نگوڑی بدکار (آوارہ) بدنام (رسوائے خلق) کا کام تمام ہو جاتا۔ وہی جو کہتے ہیں کہ تم کو نہیں خدا کے غضب سے ڈر۔ اچھا بندی لاکھ عیب بھری سہی مگر تم سٹھا کرنے والے کون۔ اللہ کسی کو بے بس بے آس (مایوس) نہ کرے۔ اچھا مجبوری سے ہاتھ جوڑے (معافی مانگی) یا خوشی خوشی ہاں جب تمہارے دروازے پر بھیک مانگنے آئے تو جھونٹے پکڑ کے باہر نکال دینا (دھتکار دینا) بندی بھگوڑی ہے بندی بودی ہے بے شرم ہے بے عزت ہے تھیکارا (بد اعمال) ہے اچھال چھکا ہے مگر یہ تمہارا احسان ہے کہ مجھے اپنے شہر میں پڑا رہنے دیا۔ لوگو یہ اندھیر ہے ساری دنیا پیٹ کے واسطے ہزاروں جتن کرتی ہے اس بندی نے جو پیٹ کے کارن کوئی کام کیا تو کیا بُرا کیا۔ بندی کنگلی محتاج ہے تو پھر کیا کرے بے گھری بے دری ہے۔ اُم زادی نہیں ہے تو نہیں بندی کا کیا قصور جیسا خدا نے بنا دیا ویسی ہے۔ آخر یہ تان میں (طعن) کیسی کوئی بھی اپنے میاں (مالک) کو چھوڑ دیتا ہے پھر میاں بھی کیسا؟ پاؤں مرنا۔ روزی کا ٹھیکرا (روزی) جو بندی کی ایڑی دیکھ کے دوسری کا منہ نہیں دیکھتا۔ ہر مہینے ڈیڑھ سو نقد نقد گن دیتا ہے بھلا کوئی اس سے کیونکر منہ موڑے۔ لوگو سن رکھو بندی حد بھر گنہگار پیٹ بھر کے بیچارا۔ پیدائشی جھوٹی۔ جنم جلی نقطی بدرو ہے۔ جو کوئی جو الزام لگاتا ہے وہ سب سچ ہیں۔ ارے اب جان چھوڑ دو۔ توبہ توبہ ہزار بار توبہ مگر تم (توبہ) جلائے دیتے ہو۔

ناظرین اس عجز و انکسار کو بھیں یا ذہنیت پر محمول فرمائیں لیکن جواب کی شان ایسے ہی الفاظ کی محتاج تھی۔ کیا معنی کہ جو مطاعن کچے چٹھے میں بیان کیے گئے تھے اُن کی رد کسی منطقی دلیل سے نہیں ہوئی۔

راقم خاکسار [illegible]

غزل

اثر خامہ جناب منشی سید تجمل حسین صاحب ظریف
(دبستانِ [illegible] کالج الہ آباد مورخہ [illegible] نومبر ۱۹۲۵ء)

مرگِ عاشق کے تماشے کو مکرر دیکھیے
آئیے مرقد پہ لوحِ سنگِ مرمر دیکھیے

داڑھی مونچھیں صاف ہیں شکلِ قلندر دیکھیے
مادہ رو ہیں مغربی تہذیب کے نر دیکھیے

اپنی شخصیت کو پہلے ہیٹ پر سر دیکھیے
بعد ازاں عینک لگا کر نیوز پیپر دیکھیے

دل کو گر مقصود ہو نظارۂ حسنِ فرنگ
جائیے شملہ جو دیکھے چاہے چقندر دیکھیے

بھرتے ہیں کیسی چھلانگیں مہ لقا کے پیچ پر
مورتیں اچھلے ہیں جن لوگوں کے بندر دیکھیے

اُس کو بھی آنکھ پر عشاق کا دل آگیا
ہو گیا مانوس بلّی سے کبوتر دیکھیے

دونوں جذبے ایک ہیں لیکن زیادہ کا فرق
اُن کی طاقت دیکھیے اور سیر پا و مرد دیکھیے

لیڈری سستی ہوئی ہر چیز مہنگی ہوگئی
سب کو دو آنے میں ملتا ہے لیڈر دیکھیے

جن کو بھاتی تھی بہت لبہائے شیریں کی مٹھاس
اُن کے قارورے میں اب آتی ہے شکر دیکھیے

پی کے سگریٹ چھوڑ دیتے آہستہ آہستہ دھواں
چاہیے جب اُس بتِ ترسا کا گھونگھر دیکھیے

ڈال لیجیے اپنے منہ پر آپ جالی کی نقاب
بند کر کے حُسن کی دکان کا منظر دیکھیے

کھینچیے یوں چار آنکھیں عاشقوں کے سامنے
اُس طرف جب دیکھیے عینک لگا کر دیکھیے

دیکھنا ہو خود ماتی جب بتِ سفاک کی
کوچۂ جاناں میں چل کر خون خنجر دیکھیے

خوابِ غفلت کیا حماقت ہے ارے او ریاں
خود ہی سونے میں صدا آتی ہے خر خر دیکھیے

اُن میں عزرائیل ہیں اک میں ہے [illegible] بال کی
کشمکش میں عاشقوں کا قلبِ مضطر دیکھیے

اُن سے پوچھے آپ جو بوسے کے طالب ہوں ظریف
مصحفِ رخ چاٹ جائیں گے یہ جھینگر دیکھیے

رات بھر کیوں چین سے سوتے نہیں پاتے ظریف
یادِ جاناں کیا ہے کھٹمل ہے کہ مچھر دیکھیے

اونگھتے کو ٹھیلتے کا بہانہ

غور سے دیکھیے تو بقول بدنصیبن اپنا پوت چنگر دوسرے کا ڈھنگرہ پر ساری دنیا کا عمل ہے محمد علی صاحب شوکت علی صاحب اور بعض دوسرے مفسرین نے انگریزی حکومت کو چاند بنا رکھا ہے آجکل وہابیوں اور دوسرے مسلمانوں کے درمیان جو بکھیڑا ہندوستان میں پھیلا ہوا ہے وہ بھی چاند ہوا کے سر تھوپا جا رہا ہے۔ یعنی گویا انگریزوں نے مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کے لیے روضۂ مدینہ کی بربادی کے ڈھنڈورے شیشہ پر چلائی ہے۔ حالانکہ انگریزی

سمن بغرض قرار داد امور تنقیح طلب

مقدمہ نمبر ۲۱۲ سنہ ۱۹۲۵ء

بعدالت جناب سید ابو القاسم صاحب زیدی منصف لہرپور مقام سیتاپور

نادر محمد ولد [illegible] ساکن لہرپور محلہ [illegible] پرگنہ و تحصیل لہرپور ضلع سیتاپور — مدعی

بنام

خدا ناں وغیرہ — مدعا علیہ

بنام ساۃ طیبہ بنت [illegible] زوجہ خدا ناں قوم [illegible] ساکن لہرپور [illegible] ضلع سیتاپور — مدعا علیہ

واضح ہو کہ مدعی نے تمہارے نام ایک نالش [illegible] دائر کی ہے لہٰذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ ۱۰ دسمبر ۱۹۲۵ء وقت [illegible] بجے دن کے اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حال سے [illegible] واقف کیا گیا ہو اور جو کل امورات اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو جو جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جواب دعویٰ مدعی کا دو [illegible] اور تم کو ہدایت کی جاتی ہے کہ [illegible] کو بھی ہمراہ لاؤ جس پر تم بنا پر جواب دہی کے استدلال کرنا چاہتے ہو پیش کرو۔ مطلع رہو کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ بغیر حاضری تمہارے سماعت اور فیصل ہوگا۔

آج بتاریخ ۲۰ ماہ نومبر ۱۹۲۵ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

مہر عدالت

دستخط حاکم بحروف انگریزی

وقت حاضری [illegible] بابت صاحب بہادر لہرپور مقام سیتاپور [illegible] بجے سے چار بجے تک

حکومت کو سوقت اسکی ضرورت نہیں۔ ایک صحیح پیمانہ بآسانی بتا سکتا ہے کہ مسلمانوں میں خود ہی فساد قبول کرنے کا مادہ موجود ہے۔ عرب میں چند سال کے اندر جو تغیرات ہوئے انکا خلاصہ یہ ہے کہ ترک خود اپنے مرکز پر کمزور ہو گئے تھے۔ دوسری سلطنتیں اس کمزوری سے فائدہ اٹھانے پر مستعد ہو گئیں۔ ملک حسین قبیلہ بنی ہاشم و سادات کا سرگروہ تھا اُسے لالچ نے گھیرا۔ ہوائے حکومت کانوں میں بھری۔ مطلب کی دُنیا ہے وہ اپنی مقصد براری میں جس قوت سے التجا کر سکتا تھا اُسکی طرف ہاتھ پھیلا کے آگے بڑھا۔ مگر آدمی تھا غیر معتدل مزاج آرزوؤں کی اتنی وسعت دی کہ چھوٹے سینے میں سما نہ سکیں آخر جس کھمبے کی طرف التجا لے گیا تھا وہ گھبرا کے پیچھے سرک گیا اور بچارے ملک الحسین کا دھتا ہو گیا۔ خیر ملک الحسین تو گئے اپنی تیسی میں۔ اب ذری ابن سعود صاحب جو بڑے ایمان دار بنتے ہیں اور جنکے سماعیدوں کی طرح آجکل قبول کیے جاتے ہیں ان کا حال بھی سُنیے۔ انھوں نے بھی ترکوں کے اضمحلال سے پورا فائدہ اُٹھایا ترک عرب سے نکال دیے گئے اور ان کے کان پر جوں بھی نہ رینگی خراج کا ڈبل پیسا بھی نہ دیا جب تو اپنی مٹھی خوب گرمائی ساہوکاروں سے رشوتیں لیں جوں بھی نہ کی ترکوں کی حرمت کے پگڑی پھیر بیٹھے پھر ملک الحسین پر جو کچھ نہ سہی کلمہ گو ضرور ہے جہاد کرنے چڑھ دوڑے اور دستی کھمبے کی

آڑ پکڑی جس نے ملک الحسین کو گرایا تھا۔ مدینہ منورہ کے نایاب جواہر اور خزانے اس قسم کے جھاڑ پامال کرنے میں کامل دخل رکھتے ہیں۔ گنبد پر گولیاں اور گولے اسلیے برسائے جاتے ہیں کہ گنبد خلاف شرع ہے۔ خدا جانے گنبد کے خلاف کونسی آیتیں حدیثیں ہیں۔ ملک الحسین یہ سمجھتا تھا کہ امیر سے ساتھ کسی کو مذہبی عناد نہیں ہے اسلیے کہ میں حجاج و زوار کے مذہب سے کوئی تعرض نہیں کرتا ہاں ایک خشک زمین کی سلطنت کا دھندا چلانے کے واسطے غیروں کی جیب میں ضرورۃً ہاتھ ڈالنے پر مجبور ہوں" لہذا تمام دُنیا کے مسلمانوں کو مجھ سے کوئی ایسی شکایت نہیں ہو سکتی جو معافی کے قابل نہ ہو۔ مگر اُسے ہرگز خبر نہ تھی کہ ابن سعود نے ہندوستان میں کچھ چھندے پال رکھے ہیں۔ گرگ نہیں مارآستیں موجود ہے۔ آخر معاملہ عرب بیری سے گر کے ببول میں اٹک گیا۔ ملک الحسین کی طرفداری سرے سے آجتک ہندوستان بھر کسی شخص نے نہیں کی مگر ابن سعود کی طرفداری شروع سے اب تک ہوتی رہی اگر طائف میں قتل عام نہ ہوتا مکے میں مساجد و قبور کا انہدام نہ ہوتا مدینہ کے روضہ پر گستاخانہ حملہ نہ ہوتا تو اس طرفداری کا مٹنے کبھی خلل نہ ہوتا وہ تو کہیے پوت کے پاؤں پالنے میں معلوم ہو گئے۔ شریف حسین کے بارے میں جتنے مظالم بیان کیے جاتے ہیں اُنکی کبھی تحقیقات نہیں کی گئی صرف محض سُنائی باتوں پر

یقین ہو جاتا۔ اگر کوئی بھی شخص سے نہ پوچھتا کہ خبر کی تصدیق (پھر تصدیق کیسی؟ شرعی!) ضروری ہے۔ ممکن ہے کہ اُسکے دشمنوں نے اُسکے خلاف بس ہوا ہو۔ لیکن ابن سعود کے مظالم عالم آشکارا ہو جانے پر بھی تصدیق کے محتاج ہیں۔ وہ جب جھٹلانے کا پہلو بھی نہیں ملتا تو زبان اور قلم کی قوت "برطانیہ" یعنے جاندبوا کے خلاف صرف کی جاتی ہے کہ "ہوا جو چاہے کریں" یہ سارا فساد انگریزوں کا ہے۔ فساد انگریزوں کا ہرگز نہیں ہے۔ یارو یہ فساد تمھاری نیت کا ہے۔ انگریزوں کی ہر بات قابل نکتہ چینی ہو تو نہیں ہے۔ یہ ایک ہوشیار اور مدبر قوم ہے کوئی شخص ایک ہوشیار قوم کو بیا آخر بڑھانے پر مطعون نہیں کر سکتا۔ جو مظالم طائف اور مکہ میں نجدیوں سے سرزد ہوئے وہ غدر کے پرآشوب زمانہ میں بھی انگریزوں سے سرزد نہیں ہوئے۔ ایسے صاحبان قلم کو عناد سے پرہیز کرنا۔ اور گریبان میں منہ ڈالنا چاہیے۔ اگر نجدیوں کی سفاکی اور غارت گری عیب میں داخل نہیں تو حجازیوں کی حاجیوں سے تنگ طلبی یا ملکی فروخت سے بعض اُمرا کا مال غصب کر لینا بھی عیب میں داخل نہیں۔ اور اب تو ثابت ہو گیا کہ ابن سعود شریف حسین کے ہاتھ دو ہاتھ ظلم میں بڑا ہی ہے چھوٹا نہیں۔ شرعی حیثیت سے ان دونوں کی سیاسی چالیں نفرین کے قابل ہیں۔ وہ دونوں ہی



مزاحمت

"چلتی گاڑی میں دغا دوڑا"

آغا شاہ او ۔ پنچ کو کو" کیسا ۔ آغا صاحب بولا ہم پٹری بچھائیگا ۔ ریل چلانے کے واسطے دوسرا روپی دلواؤ"

سیاست کو شرع کا جامہ پہنائیں گے تو ننگے دھڑنگے ہی رہیں گے۔ مثل مشہور ہے "اپنے دم کو تنکے تو پرکھنے والے کو کیا دوش ہے"

اچا نہ ہوا "کا داخلی وخارجی اثر ہوا ہو لیکن ہماری رائے تو یہ ہے کہ آجکل شریفیوں اور ابن سعودیوں کے درمیان جو حضرات صلح کروانے کی نیت سے میدان میں آتے ہیں وہ بھی نرے لکھرے مفسد بن جاتے ہیں چنانچہ "ہمدم" لکھنؤ نے "تنظیم" امرتسر سے ۲۶ر نومبر کی اشاعت میں کوئی قریشی صاحب ہیں اُنکے دو مضمون نقل کیے ہیں ہم ان میں سے ایک پرچہ کی سُرخی "معرکۂ لکھنؤ" ہے نظر کرتے ہیں مضمون نگار صاحب گہر ریز ہیں:-

"لکھنؤ میں مخالفان ابن سعود کی خواہ کتنی بڑی اکثریت بھی موجود کیوں نہو اُن کو ہرگز ہرگز یہ حق حاصل نہیں کہ وہ علی برادران کی زبان پر قفل لگانے کی کوشش کریں"

اگر اس جملے کے ساتھ ہی حضرت یہ بھی لکھ دیتے کہ علی برادران کو لکھنؤ والوں کے کانوں میں زبردستی اپنے ناگفتہ بہ الفاظ پہونچانے کا حق ضرور حاصل ہے تو جملہ اپنے معنے میں مکمل ہو سکتا تھا۔ گیا معنے کہ پیشاپ بھر میں بعض بہ قدر حضرات کو "نادھنا" کی نسبت دینے اور بُرا بھلا کہنے کا حق قریشی صاحب کی جانب سے غالباً اُنکو عطا ہو چکا تھا اور قریشی ٹھہرے لکھنؤ والوں کے آقا سے ولی نعمت لہذا اب چون وچرا کی گنجائش نہیں ہے۔ اس قسم کے "حق" عطا کرنے کی یہ دوسری مثال ہے۔ پہلی مثال کسی شخص نے پاگل خانے میں دیکھی تھی حکایت یوں ہے کہ ایک صاحب تفریحاً پاگل خانے گئے وہاں ملا ایک متقطع شخص کوٹھری میں بیٹھا ہوا اپنی نبوت کا اظہار کر رہا تھا۔ انھوں نے صاحب سلامت کی جواب نہایت وقار کے ساتھ ملا۔ بیٹھے باتیں ہونے لگیں انھیں کوئی بات خلاف عقل نہ معلوم ہوئی۔ تقریر نہایت فلسفیانہ اور عالمانہ تھی۔ البتہ مقرر کرتا سے تقریر میں کہیں کہیں "نبوت" کا اظہار ہو جاتا تھا وہاں سے آگے بڑھے تو دوسرے مرد دانشمند سے ملاقات ہوئی یہ پہلے شخص سے بھی عقل میں زیادہ تھے۔ نہایت محظوظ ہوئے اور دل میں کہنے لگے کہ ان کو پاگل خانے پہونچانے والے سے غلطی ہوئی یکایک دانشمند صاحب بول اُٹھے "میں سمجھتا ہوں کہ آپ فلاں شخص سے بھی ملے تھے" انھوں نے کہا جی ہاں۔ فرمانے لگے سُنا آپ نے وہ کمبخت پاگل ہے نبوت کا دعوے کرتا ہے اُسے اپنے تئیں "نبی" کہنے کا کوئی حق نہیں اسلیے کہ اینجانب بعزت وجلال نے اُسے "نبی" بنا کے پردہ دُنیا پر نہیں بھیجا"

قریشی صاحب آگے چل کے "ٹھیلیے کا بہانہ" یوں فرماتے ہیں کہ "اگر مسلمان خود علی برادران کی جیتی جاگتی زبان پر قفل لگا دے سکتے ہیں تو پھر گورنمنٹ کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ آگے نہ بڑھے اور بدقسمت مسلمانوں کی آرزوؤں کے مطابق کام نہ کرے۔ اور اگر اسپر بھی ہم اگر زبانی کی مذمت کریں تو ہمارے لیے ایسی ذلیل زندگی بسر کرنے کی نسبت شرم وغیرت سے ڈوب مرنا بہتر ہے"

گویا علی برادران کی زبان خاص اسلام کی زبان ہے ادھر بند ہوئی اُدھر معاذ اللہ اسلام گونگا ہو گیا۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ علی برادران جب تک اسلام کا نام لے کے زبان کھولتے تھے اُسوقت تک اُنکی زبان بندی مسلمان پسند نہیں کرتے تھے اب تو ابن سعود کا حق نمک ادا کرتے ہیں۔ اور جو شخص ابن سعود کے خلاف آدھی بات بھی مُنھ سے نکالتا ہے وہ اُنکی زبان کے نشتروں سے نہیں بچتا۔ مولانا عبدالباری کوئی معمولی آدمی نہیں ہیں مولانا حسرت کوئی ہیچمیرز فرد نہیں ہیں۔ مولانا شاہ سلیمان پھلواروی کوئی ناچیز شخص نہیں ہیں۔ شمس العلما مولانا سبط حسن کوئی گمنام انسان نہیں ہیں جن پر طعن وتشنیع کیسی دُشنام کی مشق بیجا کیے۔

قریشی صاحب کو شکایت ہے کہ "علی برادران پر لکھنؤ کی زمین تنگ ہو گئی وہ ہزاروں کوس چل کر اس غرض کے لیے وہاں پہونچے تھے کہ اپنا مافی الضمیر مسلمانوں کے سامنے پیش کریں۔ لیکن کیا ہوا؟ چار اور پاسی بلائے گئے۔ ان خدا جانوں سے اُن کا استقبال کیا گیا اور ان کو بدترین مخلوق کے سپرد کر دیا گیا"

یہ بالکل قریشی صاحب کا گمان باطل ہے یہ بندوبست کا انتظام محض دفاعی تھا کیونکہ اس سے پیشتر علی برادران کے بعض بندگان خاص نے زبانی دھمکی دی تھی "اب کی بولو گے تو نکلوا دیں گے" بھر اشتہار دیا گیا نکلوا دیے کی دھمکی اس تحریری دستاویز میں بھی موجود تھی۔ ایسی حالت میں ہر ایک باآبرو شخص حملہ کا جواب دینے کے لیے مجبور تھا۔ دوسرے روز کے اعلان میں یہ دھمکی نہ تھی اس وجہ سے کوئی خبر بھی نہوا۔ اگر شرارت مقصود ہوتی تو اٹھ بند تماشا دیکھنے دکھانے کے لیے نہیں بلائے گئے تھے فساد ہوتا تو قرار واقعی ہوتا۔ خلافت کمیٹی کو اب اصل مسئلۂ خلافت سے کوئی علاقہ نہیں رہا اسپر بھی جب خلافت کمیٹی کے نام سے جلسہ کیا گیا تو لوگ گئے بعض مقرروں کے ایمان کی شنا کرنے واپس آئے یہ بلایا تھا خلافت کمیٹی اسکے اغراض سے اور سنانے ابن سعود کے زچا خانے۔

قریشی صاحب کے تمہیدی فقرے سراسر خلاف انصاف و دیانت ہیں۔ البتہ اُن کا یہ قول سچ ہے کہ اماکین (ارکان) خلافت نے قیام اقتدار کے لیے لکھنؤ پر یورش کرکے اتحاد اسلامی کو خطرے میں ڈال دیا ہے۔ اور یہ قول باکل غلط ہے کہ خدام الحرمین نے لٹھ بند چماروں اور پاسیوں کی مسلح فوج کو علی برادران جیسے خادمان ملت کی آبرو ریزی پر متعین کرکے اخوت و غیرت اسلامی پر بٹہ لگا دیا ہے۔ اسلیے کہ لٹھ بندوں کا اجتماع جلسے کے بانیوں کی طرف سے پہلے ہوا اور جب انجمن خدام الحرمین کے ارکان کو یقین ہو گیا کہ چند اوباشوں کے مقابلہ میں ہم کو دب جانا پڑے گا تو انھوں نے وفا شعار بارہ سو دیہاتی مسلمان اور سو ڈیڑھ سو پاسی اپنی حفاظت کے لیے بلائے۔ اسمیں شکایت کا محل اگر قریشی صاحب کو ہے تو بادی سے کرنی چاہیے جس نے ابتدا کی۔ مہربتے گورنمنٹ کا نام لینا اور یہ دکھانا کہ گورنمنٹ ایسی باتوں سے بے باک ہو جائے گی اونگھتے کو ٹھیلتے کا بہانہ ہے۔ مسلمانوں کے افتراق کا باعث خود مرکزی خلافت کمیٹی ہے جسمیں خوب خوب غبن ہوئے۔ جو اپنے اصلی اغراض پورے نکر سکی جس نے کام چند پاسیوں کے ہاتھ میں دیدیا۔ جس نے چندے کا حساب کبھی اسطرح نہیں دیا کہ مسلمان مطمئن ہو جاتے۔ جو آج بھی اپنی بد عملی پر متنبہ نہیں ہے۔ اب کہیے جناب قریشی؟ یا نہیں۔

راقم —— رکن انجمن خدام الحرمین

المختصرات

سُنا ہے کہ شام کی طرف سے ایک ڈیپوٹیشن جانے والا ہے جو لیگ آف نیشنس میں آقا بدلنے کی استدعا کرے گا۔ آقا ہونے کی صلاحیت ترکوں میں تسلیم کی جاتی تو یہ جھگڑے ہی کیوں ہوتے۔ اب ترکی کا بدل کدو کے سوا اور کیا ہے؟

سر [illegible] اوڑھ وائر کے مضمون میں ہم نے فرانس کے ظلم کی روداد لکھی دیکھی مگر یہ ضروری واقعہ کہیں نظر نہ آیا کہ شام کی حکم برداری فرانس کے سپرد کس نے کی تھی؟

انجمن خدام الحرمین کا جلسہ لاہور میں دھوم دھام سے ہوا۔ لوگوں نے بے پر کی اڑائی تھی کہ جلسہ سرکاری حکم سے نہ ہونے پائیگا۔ سید حبیب شاہ صاحب صدر استقبالیہ کمیٹی کا ایڈریس بھی اچھا رہا اور مولانا حضرت مولانا ابوالفضل عبداللہ خان صاحب شاہجہانپوری کے دلائل بھی زوردار سمجھے گئے۔ افسوس کوئی جولاہا دھنیا جوان تیروں کو جھیٹ کرتا۔ اور جس طرح نماز کے وقت امرتسر میں تالیاں بجائی گئیں نہیں بجنے پائیں۔

دوشالے میں لپیٹ کے جوتے کاری ایک مشہور مثل ہے مگر رومال میں لپیٹ کے ڈھیلے مارنا ایک بنگالی کالی چرن بنرجی کی ایجاد ہے جنہے سیالدہ پولیس کے مجسٹریٹ پر رومال میں لپیٹ کے ڈھیلا مارا ڈھیلا اس زور سے پڑا کہ مجسٹریٹ صاحب بلبلا کے بیہوش ہو گئے۔

لندن سے خبر آئی ہے کہ مدینہ [illegible] نے صحیح کہا چڑیل دنیا کا غذی پھیریا پہن کے ناچے گی۔ خبر اس کے مطلب کی ہے۔ لیکن اس خبر کی آمد کے ساتھ خونریزی وابستہ ہے۔ جو کوئی یہ کہے کہ تسخیر کسی شیطانی قوت سے ہوئی اُسے عقل کے ناخن لینے چاہئیں۔

ہم کہتے تو لوگ چڑھ جاتے شوکت علی صاحب کے نواسے کی بسم اللہ ہوئی تو روزنامہ خلافت بمبئی نے صاحبزادے کی مدح یوں فرمائی ہے
مکتب پسرد طفل پری زاد [illegible] گر تو باستاد

خدا جانے اس لڑکے میں پریزادگی صفت کہاں سے آئی بچے کے نانا کا ڈیل ڈول تو کچھ اور ہی کہتا ہے اور اگر واقعی صاحبزادے کا حُسن ایسے ہی قیامت کا ہے تو آغا اچھے نہیں ہیں کیا سنے کہ [illegible] جان اور استاد ہونے کا نتیجہ بے تعلیمی کے سوا اور کچھ نہیں۔ صاحبزادہ کچھ دنوں پہلے پیدا ہوتا تو بہتر تھا جب تعلیم گاہیں اجاڑنے کا شوق اس بچے کے نانا اور چچے نانا کو ہوا تھا۔ اسی بچے کے ذریعے سے تمام تعلیم گاہوں میں سناٹا ہو جاتا۔

اعلان

بعض ناگوار حوادث کے باعث اگر اودھ پنچ کا آیندہ نمبر دیر میں شائع ہو یا نیز آئندہ نمبر کا ضمیمہ ہو جائے تو براہ نوازش معاف فرمائیں حتی الامکان کوشش کیجائیگی کہ نمبر وہم علیحدہ شائع ہو۔ منیجر

اطلاع نامہ بنام مدعا علیہ نابالغ و ولی

[illegible]
مقدمہ نمبر ۲ ۱۹۲۵ء
[illegible] تحصیل و ضلع ہردوئی —— مدعی
بنام
[illegible] بخش سنگھ وغیرہ —— مدعا علیہم
[illegible]
[illegible] ۱۹۲۵ء [illegible]
آج تاریخ [illegible] نومبر ۱۹۲۵ء [illegible] مہر عدالت سے جاری کیا گیا
دستخط حاکم بخط انگریزی
وقت حاضری [illegible] ۱۰ بجے سے ۴ بجے تک